مزاروں اور اُن مساجد میں جانا جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی ہے

الذّهاب للمزارات والمساجد التي صلى بها الرسول ﷺ

[أردو - اردو - urdu]

محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ

تنسیق: اسلام ہاؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

مزاروں اور اُن مساجد میں جانا جہاں نبی ﷺ نے نماز ادا کی ہے

سوال: میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ مدینہ کی زیارت کے لیے آتے ہیں تو وہ سبع مساجد اور مسجد نبوی ، اور مسجد قباء آتے ہیں اور طائف میں مسجد عداس آنے کی حرص رکھتے ہیں اوراسی طرح مکہ کی دوسری مساجد میں بھی نماز ادا کرنے جاتے ہیں،تو اس کا کیا حکم ہے؟

الحمدللہ:

مسجد نبوی شریف کی جانب سفر کا قصد کرنا ایک مشروع اور جائز عمل ہے جس پر نبی صلی-اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان دلالت کرتا ہے :

" تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کا (اس سے برکت حاصل کرنے اور اس میں نماز ادا کرنے کیلئے) رخت سفر نہ باندھا جائے: مسجد حرام،میری یہ مسجد اور مسجد اقصی "۔اسے صحیح بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے :

"میری اس مسجد میں ایک نماز اس کے ماسوا دیگر مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے"۔ بخاری و مسلم

اوراس کے ساتھ ان جگہوں کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے جن کی زیارت کرنا مشروع ہے لیکن ان کی زیارت کے مقصد سے سفر کرنا جائز نہیں، ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ابو بکر اور عمر فاروق کی قبروں کی زیارت کرنا، قبرستان بقیع اور شھداء احد اور مسجد قباء جانا ہے۔

ان قبروں کی زیارت کرنے کی مشروعیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے عموم میں شامل ہے:

"یقینا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھالہذا اب اسکی زیارت کیاکرو) صحیح مسلم۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

"شہدائے اُحد اوراہل بقیع کی قبروں کی زیارت، ان کے لیے دعاو استغفار کرنے کی نیت سے مستحب ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جایا کرتے تھے جبکہ یہ (زیارت) تمام مسلمانوں کی مُردوں کیلئے مشروع ہے"۔ دیکھیں: (مجموع الفتاوی: ۱۷ / ۴۷۰)۔

اور مسجد قباء کی زیارت کرنے کی دلیل صحیحین کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

"ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء پیدل یا سوار ہو کر جایا کرتے تھے"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: "اس میں دو رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے"۔ صحیح بخاری و مسلم۔

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے اپنے گھر میں وضوء کیا اور مسجد قباء جاکر نماز ادا کی اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا"۔ اسے احمد، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے

روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے اس پر موافقت کی ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (٦١٦٥) میں اسے صحیح کہا ہے۔

اور باقی مساجد اور تاریخی مقام کی زیارت کرنا اور یہ دعوی کرنا کہ ان جگہوں کی زیارت کرنا ضروری ہے، اس کی کوئی دلیل اور اصل نہیں ملتی، اور مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ان کی زیارت کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے :

پہلی وجہ :

ان مساجد کی زیارت کی تخصیص میں کسی دلیل کا نہ ہونا، جس طرح کہ مسجد قباء کی زیارت کے بارہ میں دلیل ملتی ہے، اور پھر جیسا کہ معلوم ہے کہ عبادات کی بنیاد اور اساس اتباع و پیروی پر ہے نہ کہ بدعات کی ایجاد پر۔

دوسری وجہ ' :

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں میں سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واتباع کرنے کی حرص رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود ان سے یہ

معروف نہیں کہ انہوں نے ان مساجد اور جگہوں کی زیارت کی ہو، اور اگر یہ بھلائی اور خیر کا کام ہوتا تو وہ ہم سے سبقت لے جانے والے ہوتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور باقی سارے سابقین اولین مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم مدینہ نبویہ سے حج اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جایا کرتے تھے اور سفر کیا کرتے تھے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز والی جگہ کو تلاش کر کے نماز ادا کی ہو، اور یہ معلوم ہے کہ اگر ایسا کرنا ان کے ہاں مستحب ہوتا تو وہ ہم سے زیادہ سبقت لے جاتے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ کو زیادہ جانتے تھے اور دوسروں سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنے والے تھے"۔ دیکھیں: (اقتضاء الصراط المستقیم: ۲ / ۷۴۸)

تیسری وجہ:

اس کی زیارت سے منع کرنا سد ذریعہ کے طور پر ہے، اور یہ منع کرنا بھی سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے ان میں سب کے سر خیل خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ شامل ہیں، چنانچہ معرور بن سوید رحمہ اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ:

"ہم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نکلے تو ہمارے راستے میں ایک مسجد آئی تو لوگوں نے اس کی جانب جلدی بڑھ کر نماز پڑھنا شروع کر دی تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا:

انہیں کیا ہوا؟ تو لوگوں نے جواب دیا: اس مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تھی تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

اے لوگو! یقینا تم سے پہلے لوگ بھی اس طرح کی اتباع کرتے ہوئے ہلاک ہوئے حتی کہ انہوں نے اسے عبادت گاہ بنالیا، لہذا جسے اس میں نماز پیش آجائے (یعنی فرض نماز کا وقت ہو جائے) وہ ادا کرے اور جس کے لیے نماز نہ آئے وہ چلتا جائے"۔

اسے ابن وضاح نے اپنی کتاب (البدع والنھی عنھا) میں روایت کیا ہے اورابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے (المجموع: ۱ / ۲۸۱) میں صحیح کہا ہے۔

شیخ الاسلام -رحمہ اللہ- اس واقعہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں :

"چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا کرنے کی تخصیص نہیں فرمائی تھی بلکہ یہاں پر آپ نے اس لیے نماز ادا کی کہ یہاں پڑاؤ کیا تھا، اس لئے عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ خیال کیا کہ ارادہ کی موافقت کے بغیر فعل کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشارکت کرنا اتباع میں سے نہیں ہے، بلکہ اس جگہ کو نماز کے لیے مخصوص کرنا اہل کتاب کی ان بدعات میں سے ہے جس کی بنا پر وہ ہلاک ہوئے تھے، اور مسلمانوں کو اس چیز میں ان کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، تو ایسا کرنے والا صورت میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قصد میں - جو کہ دل کا عمل ہے - یہودیوں اور عیسائیوں کے مشابہ ہے، اور یہی (دل کا عمل) اصل ہے کیونکہ نیت میں متابعت عمل کی صورت میں متابعت سے زیادہ بلیغ ہے (مجموع الفتاوی (۱ / ۲۸۱) ۔

ایک دوسرے واقعہ میں ہے کہ :

"جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اس درخت کے پاس جاتے ہیں جس کے نیچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی گئی تھی تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے کاٹنے کا حکم دے دیا"۔ اسے ابن وضاح نے اپنی کتاب (البدع والنھی عنھا) میں اورابن ابی شیبہ نے (مصنف: ۲ / ۳۷۵) میں ذکر کیا ہے اورابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے (فتح الباری: ۷ / ۴۴۸) میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کے رجال کو ثقات کہا ہے۔

ابن وضاح القرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"مالک بن انس وغیرہ علمائے مدینہ قباء اوراحد کے علاوہ باقی مساجد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی طرف جانا ناپسند کرتے تھے"۔ (البدع والنھی عنھا: ص۴۳)

انکے قول (احد) سے شہدائے احد کی قبروں کی زیارت مراد ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

''اسی لیے اہل مدینہ اوردوسرے علمائے سلف نے مسجد نبوی کے بعد مسجد قباء کے علاوہ مدینہ اوراس کے ارد گرد میں پائے جانے والے مزارات جانا مستحب نہیں سمجھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء کے سوا کسی اور معین مسجد کا قصد نہیں فرمایا''۔ (مجموع الفتاوی: ۱۷ / ۴۶۹) ۔

اور فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ مدینہ میں مشروع جگہ کی زیارت کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں :

''سبع مساجد، مسجد قبلتین اور بعض وہ جگہیں جن کی زیارت کا ذکر حج کی کتابوں میں ملتا ہے اس کی کوئی دلیل اوراصل نہیں ، اور مومن کے لیے ہر وقت مشروع یہی ہے کہ وہ اتباع وپیروی کرے نہ کہ بدعات کی ایجاد''۔ (فتاوی اسلامیۃ: ۲ / ۳۱۳)

اور فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"مدینہ شریف میں مسجد نبوی ﷺ، قبر نبوی ﷺ، قبرستان بقیع، مقبرہ شہدائے اُحد اور مسجد قباء کی زیارت کے علاوہ جگھوں کی زیارت کرنے کی کوئی اصل اور دلیل نہیں ملتی"۔(فقہ العبادات: ۴۰۵)۔

اور بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان جگھوں کی عدم فضیلت کے اعتقاد کی شرط ہی وہاں یا اس کے علاوہ دوسرے آثار میں جانے کے جواز کے لیے کافی ہے، تو یہ بھی درج ذیل اسباب کی بنا پر مردود ہے :

اول :

سلف صالحین رحمہم اللہ نے اس کی طرف جانے سے کسی تفصیل کے بغیر مطلقا منع کیا ہے۔

دوم :

ان جگھوں کی طرف جانا اور زیارت کیلئے اسلئے خاص کرنا کہ یہ مدینہ کی سرزمین پر ہیں جہاں سے دعوت شروع ہوئی اور کئی ایک معرکے بھی یہاں پیش آئے

یہی ان کی فضلیت کے اعتقاد کی دلیل ہے، کیونکہ اگر دل میں ایسا اعتقاد نہ پایا جاتا تو دل انکی زیارت کیلئے مستعد نہ ہوتا۔

سوم :

اگر ہم بالفرض ایک منٹ کے لیے یہ تسلیم کرلیں کہ ان جگہوں کی زیارت کے وقت ان کی فضلیت کا اعتقاد نہیں ہوتا، تو پھر یہ ہے کہ ان کی زیارت اس کا ذریعہ بنتی ہے اور ایسی چیز کے پیدا ہونے کا سبب ہوتی ہے جو مشروع نہیں، اور سد الذرائع بھی شریعت میں معتبر ہے جیسا کہ یہ کسی پر مخفی نہیں، بلکہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قاعدہ پر دلالت کرنے کی نناوے وجہیں ذکر کی ہیں اور اس آخری وجہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

اور سد الذرائع کا باب تکلیف (یعنی جن کا مکلف ٹھرایا گیاہے) کا ایک چوتھائی حصہ ہے کیونکہ تکلیف امر اور نہی ہوتا ہے اور امر کی دو قسمیں ہیں: ایک تو: مقصود لنفسہ ہے اور دوسرا : مقصود کی جانب پہنچانے والا وسیلہ ہے، اور نہی کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک تو اس چیز سے منع کرنا ہے جو فی نفسہ فساد ہے،

اوردوسرا : جوفساد کا وسیلہ ہے ، تواس طرح سد الذریعہ جوحرام تک لے جانے والا ہوتا ہے دین کا چوتھا حصہ بن جاتا ہے۔ دیکھیں : (اعلام الموقعین: ۳ / ۱۴۳)۔

چہارم :

جاہل لوگوں کا دھوکہ میں آنا ، جب یہ جاہل لوگ دیکھتے ہیں کہ ان مساجد اورآثاروالی جگہوں کی زیارت کرنے والے بہت زیادہ ہیں تووہ بھی یہ اعتقاد کرنے لگتے ہیں کہ یہ عمل مشروع ہے۔

پنجم :

اس میں وسعت اوران آثاروالی جگہوں (جبل اُحد، جبل نور) کی سیر وسیاحت کے مقصد سے زیارت کی دعوت دیناشرک کے ذرائع میں سے ہے، اور سعودی عرب کی مستقل فتوی کمیٹی کے فتوی (رقم:۵۳۰۳) میں آیاہے کہ:

اس امر کی بناپرغار حرا پرچڑھنے سے منع کرناچاہیے ، واللہ المستعان .

دیکھیں مجلۃالدعوۃ(عربی) عدد نمبر(۱۷۵۴) صفحہ نمبر(۵۵).